سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء

خواجہ حسن ثانی نظامی

ہندوستان میں چشتیہ سلسلے میں پہلا اسم گرامی حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کا ہے، دوسرا حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کا، تیسرا حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کا اور اس سلسلۂ عالیہ کے چوتھے خلیفہ اور جانشین کا نام حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ ہے۔

اگر پوری اسلامی تاریخ کو ہم ایک یونٹ اور اکائی مان کر چلیں تو محسوس ہوگا کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے پاس اس عظیم تاریخ کے پورے نصف اول کا مذہبی، علمی اور تہذیبی رچاؤ تمام وکمال کے ساتھ موجود ہے۔ اور ان کی ذات گرامی اس رچاؤ کی پوری پوری اور سچی نمائندگی کررہی ہے۔ شاید اس لیے ہمارے دور کی دو مشہور ترین مذہبی اور تاریخ داں شخصیتوں یعنی پروفیسر خلیق احمد نظامی مرحوم نے اپنی اکثر تحریروں میں اور حضرت مولانا سید علی میاں ندوی علیہ الرحمہ نے اپنی لازوال کتاب تاریخ دعوت وعزیمت میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کو بھرپور خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ سے پہلے آنے والے جن تین بزرگوں کے نام اوپر لئے گئے ہیں وہ اپنی اپنی جگہ بے مثال ہستیاں ہیں۔ لیکن ایک بات یہ ہے کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ نہ صرف اپنے سے پہلے آنے والے بزرگوں کی تعلیمات اور فیوض وبرکات کا خلاصہ نظر آتے ہیں بلکہ انہوں نے اس وراثت اور امانت کو اپنے بعد آنے والوں کے سپرد جس کامیابی اور کمال کے ساتھ فرمایا وہ بھی صرف اسلامی تاریخ ہی کا نہیں پوری انسانی تاریخ کا ایک حیرت انگیز واقعہ ہے۔ ورنہ ایسے تسلسل اور تواتر اور کامیابی کے ساتھ تعلیم وتربیت اور انسانیت کے شرف کے قیام ودوام کا انتظام اور اہتمام کم ہی نظر آتا ہے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے بعد حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی، حضرت سراج الدین عثمان عرف حضرت اخی سراجؒ، حضرت برہان الدین غریبؒ، حضرت امیر خسروؒ اور ان ہی جیسے دوسرے ان گنت جانشینوں اور ایک کے بعد ایک آنے والے خلفاء کا ختم نہ ہونے والا وہ سلسلہ جو اسلامی تاریخ کے دوسرے نصف آخر یعنی آج تک موجود ہے، بھلا دنیا نے اس سے پہلے کب دیکھا تھا۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کی مبارک زندگی اور خدمات کا جائزہ لینا اس مختصر سے مضمون میں ممکن نہیں ہے۔ ان کی حیات پاک کے بے شمار واقعات زبان زد خاص وعام ہیں۔ لیکن ان میں سے درج ذیل چیزیں خاص طور پر نشان لگا کر رکھنے اور فائدہ اٹھانے کی ہیں۔ مثلاً

۱۔ انہوں نے بڑے شدومد کے ساتھ مسلمانوں کو کتاب وسنت یعنی قرآن مجید اور سیرت پاک سے جڑے رہنے کی تلقین ہی نہیں فرمائی بلکہ اس کے عملی طریقے بھی بتائے اور ساری زندگی اسی کام کی نذر فرمادی اور ایسے جانشین بھی تیار کردئے جو ان کے بعد اس کام کو جاری رکھیں۔

۲۔ ہندوستان میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ غالبًا پہلے بزرگ ہیں، جنہوں نے حدیث شریف کے چرچوں کو عام کیا۔ اور اس نکتے کی طرف توجہ دلائی کہ فقہ کے مسائل در اصل وہ رولز اور ریگولیشنز ہیں جنہیں بنیادی طور پر قرآن وحدیث ہی سے اخذ کیا گیا ہے۔ اس لئے ان قوانین کو یاد رکھنے ان کی پابندی کرنے اور رتی رتی ان احکام کو بجالانے کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ جہاں سے ان کو اخذ کیا گیا ہے یعنی قرآن وحدیث، ان کی تعلیم وترویج سے غفلت نہ برتی جائے اور ہم سے پہلے آنے والے جو بے مثال کام کرکے ہماری رہنمائی کر گئے ہیں، اس کام کو مسلسل قرآن وحدیث کی کسوٹی ہی پر پرکھتے رہنے اور ضروریات زمانہ کے تحت غور وفکر کرتے رہنے کے کام کو جاری رکھا جائے۔

۳۔ قرآن وحدیث اور تعلیمات اسلام چونکہ تمام انسانوں کے لئے ہیں، اس لئے ان میں سے ماننے والوں کے ساتھ ساتھ نہ ماننے والوں کے لئے بھی جو کام کی باتیں اور فائدہ پہنچانے والی باتیں ہیں وہ چن چن کر اور نکال نکال کر سب کے سامنے پیش کی جاتی رہیں تاکہ اپنے پرائے سب فیض یاب ہوتے رہیں۔

۴۔ انہوں نے اسلامی پرچار کے سلسلے میں اس طرف بھی توجہ دلائی کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتاری گئی کتاب قرآن کو یاد کرنے یعنی حفظ کرنے اور لکھ کر محفوظ رکھنے کا اہتمام ہوا۔ اور حدیث شریف کو پوری صحت اور علمی دیانت کے ساتھ محفوظ رکھا گیا اور فقہی قوانین کو ضبط تحریر میں لایا جاتا رہا اسی طرح بزرگوں کی تعلیمات اور تذکروں کو بھی پوری دیانت کے ساتھ محفوظ رکھنے کا کام ہو کیونکہ یہ تعلیمات اور تذکرے افراد کے ساتھ اسلام کی بنیادی تعلیمات اور پرچار کی تاریخ بھی ہیں۔ وہ اس بات کو بتاتی ہیں کہ اسلام ہر زمانے میں وقتی اور دائمی تقاضوں کے تحت کس طرح عام

کیا گیا۔ اور آئندہ زمانے میں کس طرح ان سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ اور کیونکر انسانی برداری کا بھلا کیا جاسکتا ہے۔

اس چوتھے اصول کے تحت بزرگوں کے تذکرے اور تعلیمات کو اسی طرح لکھنے اور محفوظ کرنے کا اہتمام ہوا جیسے حدیث شریف کا ہوا تھا۔حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کے فیض یافتگان اس طرح قلم لے لے کر ان کی خانقاہ شریف سے باہر نکلتے ہیں،خود حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ اور ان کے بزرگوں کی حیات اور تعلیمات کا قدیم تذکرہ حضرت خواجہ امیر خورد کرمانی نے سیر الاولیاء کے نام سے لکھا تو حدیث شریف کی پیروی میں یہ طریقہ رکھا کہ صاف صاف پہلے یہ بیان کیا کہ فلاں بات براہ راست لکھنے والے کے علم میں آئی یا لکھنے والے نے کسی سے سن کر لکھی تو یہ بھی بتایا کہ یہ بات فلاں سے سنی اور وہ صاحب اعتبار کرنے کے قابل تھے اس لیے لکھنے والے نے ان کی روایت پر یقین کر کے کتاب میں درج کرنے کے قابل سمجھا ۔ نیز اس احتیاط کے باوجود حضرت کے جانشین، حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی، نے مزید تاکید فرمادی کہ اس طرح کی تحریر اور روایت اور قول اور فعل کو بھی ہمیشہ کتاب اور سنت کی کسوٹی پر پرکھا جاتا رہے۔سند محض کسی کے قول وفعل سے نہ لی جائے۔قول وفعل کو قرآن وحدیث سے پرکھا جائے۔ مطابق نکلے تو مانا جائے ،مطابق نہ نکلے تو پرہیز کیا جائے۔ یا اس کو سمجھنے میں تامل اور غور وفکر ضروری رہے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کے اس غیر معمولی طریقے کے دو نتیجے ظاہر ہوئے: ایک طبقہ تو وہ تھا جو لکیر کا فقیر بنا رہنا چاہتا تھا ۔ اور یہ تک سوچنے کو تیار نہ تھا کہ ہم کیا کر رہے ہیں اور ہمیں کیا کرنا چاہئے تھا؟ ان لوگوں نے کھل کر اور جم کر حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کی مخالفت کی،مگر دوسری طرف علماء اور روحانی رہنماؤں کا وہ بڑا طبقہ تھا جن کو حضرت کی ظاہری زندگی اور موجودگی ہی میں یہ احساس ہوگیا تھا کہ حضرت خواجہ کے پاس وہ کچھ موجود ہے جو اتنا کتابی اور روحانی علم حاصل کرنے کے باوجود ہمارے پاس نہیں ہے۔ اس لئے وہ لوگ جوق در جوق حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر فیض کے طلب گار ہوئے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کے ایک قدیم تذکرے قوام العقائد میں، جو علماء کے نزدیک معتبر اور سیر الاولیاء سے بھی پہلے لکھا جانے والا تذکرہ ہے، جو چند سال پہلے ہی دریافت ہوا ہے جس کا اصل متن پروفیسر نثار احمد فاروقی کے اردو ترجمے کے ساتھ حال ہی میں چھپ بھی گیا

ہے، اس طرح کے بہت سے حوالے دیئے ہیں جن میں چند ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں:

۱۔ مولانا حسام الدین ملتانی اپنے زمانے میں دہلی کے جید علماء میں شمار ہوتے تھے۔ اور شہر کے بڑے بڑے علماء اور مشائخ کی خواہش تھی کہ مولانا ان کے یہاں کے درس یا حلقے سے وابستہ ہوجائیں مگر مولانا کو کسی سے دلچسپی نہیں تھی، یہاں تک کہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ سے بھی رغبت نہیں رکھتے تھے۔ مگر ایک دفعہ کچھ ایسا اتفاق ہوا کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی بہت مشکل دینی مسئلہ ہے جو کسی سے حل نہیں ہورہا ہے۔ مگر ایک بزرگ آئے اور انہوں نے وہ مسئلہ حل کردیا۔ اس کے بعد ایک روز اتفاق سے مولانا کی ملاقات حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ سے ہوگئی اور انہوں نے باتوں باتوں میں اس مسئلے کو انہی الفاظ میں اور اسی طرح حل فرمادیا، جس طرح مولانا نے خواب میں دیکھا تھا۔ مولانا فوراً حضرت کے مرید ہوگئے اور ساری زندگی وابستہ رہے۔[۱]

۲۔ حضرت خواجہ عثمان سیاحؒ سہروردیہ سلسلے کے مشہور بزرگ حضرت شیخ رکن الدین سہروردی کے صرف مرید ہی نہیں خلیفہ بھی تھے۔ وہ اپنے پیر کی خدمت میں رہنا چاہتے تھے مگر پیر نے کہا کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کی صحبت میں رہو اور اپنے آپ کو ان کی خدمت کے لئے وقف کردو۔ (حضرت کی درگاہ قصبہ قندھار نزد ناندیڑ، مہاراشٹر، میں آج بھی مرجع خلائق ہے)۔[۲]

۳۔ صاحب قوام العقائد مولانا محمد جمال قوام نبیرہ حضرت شمس العارفین لکھتے ہیں: حضرت خواجہ نظام الدین سارے عالم کے محبوب تھے۔ وہ مشائخ اور علماء جو خود کامل صاحب نسبت اور ہزاروں مریدوں کے پیر ہوتے تھے، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ سے فیض کے طلب گار ہوتے تھے۔ چنانچہ ایسے ہی ایک عالم اور بزرگ اپنے مریدوں کے ساتھ حضرت کے پاس آئے۔ مریدوں کو باہر چھوڑا اور خود حضرت سے اکیلے ملے۔ اور باہر نکلے تو جھومتے ہوئے نکلے۔ مریدوں نے پوچھا حضرت ایسی کیا بات ہوئی ہے جس نے آپ کو متوالا کردیا۔ فرمایا تم کو کیا بتاؤں کہ اندر کیسا بادشاہ بیٹھا ہوا ہے۔ یہ ایسی بابرکت ہستی ہے جس نے دنیا کی ساری بلاؤں کو اپنے گھٹنے تلے دبا رکھا ہے۔ جس دن یہ گھٹنا اٹھے گا دنیا کا حال دیکھنا (حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے وصال کے بعد سلطان محمد تغلق نے دلی کو بالکل اجاڑ دیا تھا اور دلی بے چراغ ہوگئی تھی)۔ [۳]

۴۔ حضرت مولانا فخر الدین زرداری بہت بڑے عالم اور بزرگ تھے۔ دہلی کے اکثر علماء ان کے شاگرد تھے۔ ایک روز وہ یکا یک حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے پاس آئے اور مرید

ہو گئے۔ شہر بھر میں یہ چرچا ہوا کہ مولانا زرداری جیسے بڑے عالم اور بزرگ کو کیا ضرورت تھی کہ کسی کا شاگرد اور مرید بنتے۔ مگر مولانا جانتے تھے کہ حضرت خواجہ کے پاس وہ کچھ ہے جو کسی کے پاس نہیں ہے۔[۴]

۵۔ محمد جمال قوام بیان کرتے ہیں کہ ان کے دادا نے ان کو بتایا کہ ایک دفعہ جوگی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کی خدمت میں آئے اور دہلیز میں دھیان جما کر بیٹھ گئے۔ جب واپس جانے لگے تو اپنے ایک ساتھی کی طرف اشارہ کرکے کہا یہ شخص چالیس سال سے فلاں پہاڑ کے غار میں مقیم تھا اور کسی سے ملاقات نہیں کرتا تھا۔ پھر دوسرے کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ یہ پچاس سال سے ایک گپھا میں رہتا تھا۔ اسی طرح سب کے بارے میں بتایا اور کہا کہ ہمارے دل میں غیب سے یہ بات ڈالی گئی کہ دہلی میں ایسے ایسے ایک بزرگ ہیں۔ اگر تم ان کے سامنے جا کر کچھ دیر ان کی نظر کے سامنے رہو تو یہ ایک بڑا کام ہوگا۔ اس لئے یہاں آئے تھے اور کوئی مقصد ہمارا نہیں تھا۔ اب پھر اپنے اپنے مقام کو واپس جاتے ہیں۔[۵]

۶۔ ایک دن حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ شہر میں کہیں جارہے تھے۔ راستے میں ایک برہمن کھڑا تھا، اس نے شیخ کو دیکھا تو بے خود ہوگیا۔ کسی سے پوچھنے لگا کہ یہ کون بزرگ ہیں اور کہاں رہتے ہیں؟ حضرت مولانا یوسف کلاکھیڑی نے اس کو حضرت کے بارے میں بتایا۔ اس نے درخواست کی کہ قیام گاہ پر جانے کے بعد مجھے حضرت خواجہ کی خدمت میں باریاب کرا دیجئے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس وقت (حضرت بابا فریدؒ کے نواسے اور حضرت خواجہ کے مرید اور خلیفہ خواجہ سید محمد امامؒ) حضرت کے پاس بیٹھے تھے۔ مولانا یوسف نے برہمن کی درخواست پیش کی۔ حضرت نے فرمایا بلا لو۔ برہمن سامنے آیا تو ادب سے سر جھکا کر بیٹھ گیا۔ حضرت خواجہ نے سید محمد امامؒ کی طرف دیکھ کر کہا یہ شخص مراقبے (دھیان) میں چلا گیا۔ پھر کچھ دیر بعد بات چیت کے بغیر رخصت ہوگیا۔ مولانا یوسف حیران ہوئے کہ اس شخص کو کہاں لے آیا۔ اس نے تو کچھ بات بھی نہیں کی۔ حضرت نے البتہ مولانا کی طرف مسکرا کر دیکھا اور فرمایا ''مولانا اس قوم میں ایسے لوگ بھی ہیں۔''

جب صبح کو مولانا اپنے گھر آئے تو وہ برہمن بھی ان کے پاس پہنچا۔ مولانا نے اس سے کہا کہ یہ تم نے کیا کیا کہ سامنے جاتے ہی مراقبے (یعنی دھیان) میں چلے گئے۔ بات بھی نہ کی، یوں ہی واپس آ گئے۔ برہمن بولا میں کیا بات کرتا؟ دھیان میں جا کر باطن کو ٹٹولا کہ کون کون سی نعمتیں ہیں

جو ان سے گفتگو میں ظاہر ہورہی ہیں ۔ ہر چند کوشش کی مگر اندر جانے کا راستہ نہیں ملا۔ اور کسی جانب سے بھی خواجہ کے باطن میں داخل نہ ہوسکا۔ خدا ہی جانتا ہے کہ ان کے اندر کیسی کیسی نعمتیں ہیں۔ میں تو حیران ہوگیا بات کیا کرتا؟۶

۷۔حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کا کوئی مرید ایک دفعہ اپنے کسی ہندو دوست کو حضرت کی خدمت میں لے کر آیا۔حضرت نے اپنے مرید سے پوچھا کہ تم نے اپنے دوست کو کچھ اسلام کے بارے میں بھی بتایا ؟وہ بولا، بہت بتایا۔مگر یہ کچھ متاثر نہیں ہوا۔حضرت آبدیدہ ہوگئے اور بولے میاں وعظ اور تقریر سے کچھ نہیں ہوتا کسی اچھے اور سچے مسلمان کو دکھاتے پھر اثر ہوتا۔ یہ اچھا اور سچا مسلمان دکھانے اور بنانے کی بات ہی تھی جو حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ ساری زندگی کرتے رہے اور ان کے جانشین آج تک کررہے ہیں۔ اسی لئے ان کی درگاہ اور ان کے جانشینوں کی درگاہوں میں آج تک میلہ لگا ہوا ہے۔اور دنیا فیض پارہی ہے۔

حوالے

۱۔قوام العقائد، اردو ترجمہ،صفحات ۳۳۔۳۴

۲۔ایضاً صفحہ ۴۷

۳۔ ایضاً صفحہ ۵۸

۴۔سیر الاولیاء

۵۔ایضاً صفحہ ۶۳

۶۔ایضاً صفحہ ۶۴

☆